Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰	بدھ ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ، ۱۱ شہادت ۱۳۶۹ہش، ۱۱ اپریل ۱۹۹۰ء	نمبر ۸۳

خدا سے لقاء حاصل کرنا

"خدا تعالےٰ کی یہ شان ہے کہ ہر محنت کرنے والے کو، اگر وہ حسبِ توفیق محنت کرے، لقاء کی دعوت دیتا ہے اور چونکہ خود دیتا ہے اس لئے لازماً انسان یقین کے ساتھ محنت کرتا ہے کہ اگر میں حقیقی معنوں میں جیسا کہ فرمایا گیا ہے اس کی لقاء کی کوشش کروں گا تو لقاء سے محروم نہیں رہوں گا۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۵ اپریل ۱۹۹۰ء صفحہ ۲)

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اس وقت جس قدر لوگ کھڑے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ ایک سال تک میں ضرور زندہ رہوں گا لیکن اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے علم ہو جاوے کہ اب زندگی ختم ہے تو ابھی سب ارادے باطل ہو جاتے ہیں۔ پس خوب یاد رکھو کہ (ایمان لانے والے) کو دنیا کا بندہ نہ ہونا چاہیئے۔ ہمیشہ اس امر میں کوشاں رہنا چاہیئے کہ کوئی بھلائی اس کے ہاتھ سے ہو جاوے۔ خدا تعالےٰ بڑا رحیم کریم ہے اور اس کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ تم دکھ پاؤ۔ لیکن یہ خوب یاد رکھو کہ جو اس سے عمداً دوری اختیار کرتا ہے اس پر اس کا قہر ضرور ہوتا ہے۔ عادت اللہ اسی طرح سے چلی آتی ہے۔ نوحؑ کے زمانہ کو دیکھو اور لوطؑ کے زمانہ کو دیکھو۔ موسیٰؑ کے زمانہ کو دیکھو اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو دیکھو کہ اس وقت جن لوگوں نے عمداً خدا تعالےٰ سے بُعد اختیار کیا ان کا کیا حال ہوا۔ ان لمبی آرزوؤں نے انسان کو ہلاک کر دیا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۸۷)

"جب تک خدا تعالےٰ خود ایک واعظ دل میں نہ پیدا کرے تب تک فائدہ نہیں ہوتا۔ جب انسان کی سعادت اور ہدایت کے دن آتے ہیں تو دل کے اندر ایک واعظ خود پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت اس کے دل کو ایسے کان مل جاتے ہیں کہ وہ دوسرے کی بات کو سنتا ہے۔ راتوں کو اور دنوں کو خوب سوچ کر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ انسان بہت ہی بے بنیاد شئے ہے اور اس کے وجود کی کوئی کل بھی اس کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ایک آنکھ ہی پر نظر کرو کہ کس قدر باریک عضو ہے اگر ایک ذرا پتھر آ لگے تو فوراً نابینا ہو جاوے۔ پھر اگر یہ خدا کی نعمت نہیں ہے تو کیا ہے۔ کیا کسی نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ خدا تعالےٰ اسے ضرور بینا ہی رکھے گا اور اسی پر سب قویٰ کا قیاس کرو کہ اگر آج کسی میں فرق آ جاوے تو انسان کی کیا پیش چل سکتی ہے۔ غرض کہ ہر آن اور پل میں اس کی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۸۷-۲۸۸)

○ مکرم مقصود احمد صاحب (نارووال) کی اہلیہ محترمہ امۃ الباسط صاحبہ بچی کی پیدائش کے بعد بعض پیچیدگیاں پیدا ہو جانے کی وجہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم عبد المغنی صاحب زاہد کی والدہ محترمہ ٹانگ پر فریکچر کے باعث شدید بیمار ہیں۔

○ مکرم سیّد عبد القیوم شاہ صاحب محلہ دار الرحمت وسطی بعارضہ ہائی بلڈ پریشر اور پٹھوں کے درد کے باعث بیمار ہیں۔

○ مکرم رشید احمد قمر ابن ماسٹر غلام محمد صاحب ننکانہ عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بعارضہ فالج بیمار ہیں۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

○ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب ابن چوہدری فضل دین صاحب مورخہ ۱۱ فروری ۹۰ء کو طویل علالت کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ ان کا جنازہ ۱۲ فروری کو ربوہ لایا گیا اور اسی روز بعد نماز ظہر البیت المہدی گولبازار میں مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے بعد تدفین عمل میں آئی۔ موصوف نے اپنے پیچھے اہلیہ اور دو بیٹے چھوڑے ہیں۔

احباب سے درخواست ہے کہ موصوف کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

○ مکرم وسیم احمد صاحب کی شادی عزیزہ غزالہ یاسمین صاحبہ بنت مکرم شوکت پرویز صاحب کے ہمراہ دستگیر سوسائٹی کراچی میں مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۹۰ء کو انجام پائی۔ ان کا نکاح اسی روز مکرم مبشر احمد خالد صاحب مربی سلسلہ کراچی نے بعوض مبلغ دس ہزار روپے حق مہر پڑھایا۔ دعوت ولیمہ ۱۹ فروری کو دولہا کے والد مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے مکان واقع دار النصر غربی ربوہ میں منعقد ہوئی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔

عدل نہایت پسندیدہ چیز ہے

ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے بہت راضی ہے

عدل ایک صفت ہے اور بہت بڑی عجیب صفت ہے عدل ہر شخص کو پیارا لگتا ہے اور بہت پیارا لگتا ہے عادل ہر ایک شخص کو پسند ہے اور بہت پسند ہے کان رس کے طور پر بھی عدل کا لفظ پیارا ہے اپنی ذات کے متعلق بھی جب آدمی کو ضرورت پڑے اسے عدل بہت پیارا لگتا ہے مگر نہایت تعجب ہے باوجود اس کے کہ عدل نہایت پسندیدہ چیز ہے جب دوسرے کے ساتھ معاملہ پڑے تو انسان عدل بھول جاتا ہے۔ عجائبات جو میں نے دنیا میں دیکھے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کو بھی مانتے ہیں اور پھر پتھر کے بت۔ پانی کے دریا، پیپل اور بڑ کے درخت جانوروں میں سانپ اور گائے کی پرستش

باقی صفحہ ۵ کالم ۱ پر

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۱۱ شہادت ۱۳۶۹ ہش ۱۱ اپریل ۱۹۹۰ء

آزادی کی نعمت

کہتے ہیں کہ انسان آزاد پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ "قید و بند" کی زنجیروں میں جکڑا نظر آتا ہے۔ اس کی آزادی آہستہ آہستہ غلامی میں بدلنی شروع ہو جاتی ہے۔ وہ اِس کا بھی غلام ہے اور وہ اُس کا بھی غلام ہے۔ اسے یہ بھی کرنے کی اجازت نہیں اور اُسے وہ بھی کرنے کی اجازت نہیں۔ وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتا اور وہ وہ بھی نہیں کہہ سکتا۔ شائد اِنہی باتوں کے پیشِ نظر ــ یا اس گھٹن کو سامنے رکھتے ہوئے ــ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر طرف آزادی کے نعرے لگائے جا رہے ہیں۔ ہر شخص آزادی کی بات کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ ہر شخص کہتا ہے۔ آزادیٔ خیال۔ آزادیٔ اظہار اور آزادیٔ عمل ہونی چاہیئے۔

لیکن ایسا ہے کیوں نہیں۔ دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم آزادی کی بات کرتے ہوئے اپنی آزادی کی سوچتے ہیں۔ ہمیں آزاد ہونا چاہیئے کسی کی جھونپڑی کو آگ لگانی ہے تو ہمیں اس کی آزادی ہونی چاہیئے کسی کو لُوٹنا ہے تو ہمیں اس کی آزادی ہونی چاہیئے۔ کسی کی آواز دبانی ہے تو ہمیں اس کی آزادی ہونی چاہیئے۔ یہی وہ بات ہے جو آزادی پر تبر رکھتی ہے۔ جو دوسرں کو محکوم بناتی ہے۔ اور ان کی ہر بات پر قدغن لگاتی ہے۔

اصل آزادی یہ ہے کہ ہم اپنے لئے آزادی مانگتے ہوئے دوسروں کو بھی آزادی سے متمتع ہونے کا موقعہ دیں۔ ہم اپنی آزادی میں تو کسی کو روک نہ بننے دیں لیکن اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ ہماری آزادی دوسروں کی آزادی میں مخل نہ ہو۔ دوسروں کے جذبات کو مجروح کر کے ہم اپنے دل کی خوشی حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ بات عام خیالات کے لئے بھی ضروری ہے لیکن مذہب کے لئے تو بہت ہی ضروری ہے۔ جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہی دوسروں کے لئے پسند کریں۔ ہم جو چاہیں مانیں اور دوسروں کو بھی جو وہ چاہتے ہیں ماننے میں روک نہ بنیں۔ ہمارا ماننا ہمارے ساتھ اور اُن کا ماننا اُنکے ساتھ۔ ہمارا عمل ہمارے ساتھ اور ان کا عمل ان کے ساتھ۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ کسی کی آزادی کسی دوسرے کی ویسی ہی آزادی میں روک نہیں بننی چاہیئے۔ اسی صورت میں آزادی کا مفہوم سمجھ میں آسکتا ہے۔ اور اسی صورت میں لوگوں کو آزادی کی نعمت میسّر آسکتی ہے۔

مشکلوں پر مشکلیں پڑتی رہیں
اے خدا تُو خود انہیں آساں بنا

سخت سے ہے سخت تر جو چیز بھی
اس سے بھی مضبوط تر ایماں بنا

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنکھوں کو نہیں رُوح کو آتا ہے نظر تُو
ملتا ہے پتہ تیرا جو دے آپ خبر تُو

تُو اور قریب آتا ہے تنہائیٔ شب میں
بن جاتا ہے خود میری دعاؤں کا اثر تُو

یہ وادیٔ کہسار یہ گلزار کی رونق
کچھ بھی نہ ہوں ڈالے نہ اگر ان پہ نظر تُو

ہر چیز کی ہستی کا تری ذات ہے محور
محور کا تصوّر انہیں دیتا ہے مگر تُو

بل بوتے پہ اپنے تو خرد ڈھونڈ نہ پائی
جب چاہے دکھاتا ہے اسے راہگذر تُو

مجھ کو بھی ملے مہبطِ انوار کا اعزاز
دیکھے جو مری سمت باندازِ دگر تُو

ہر ایک تبسّم ہے تری جلوہ طرازی
اور پیار سے اشکوں کو بناتا ہے گہر تُو

طُوفان کی مانند اُمنڈ آئے ہیں کچھ لوگ
ہم خوش ہیں کہ ہر حال میں ہے دافعِ شر تُو

از خود تو نسیم اس سے ہے بے بہرہ و انجان
سکھلاتا ہے حالات سے لڑنے کا ہُنر تُو

نسیم سیفی

"یاد رکھو کہ جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کر دیتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ دین اور للّٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابکدست بنا دیتا ہے۔ سُستی اور کسل اس کے پاس نہیں آتا" (ملفوظات جلد دوم صـ۹۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تلقینِ عمل

حضرت فضل عمر

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں

میں ایک دفعہ حضرت امام جماعت اوّل کی زندگی میں باہر شکار کے لئے گیا جس گاؤں میں ہم گئے وہاں کا نمبردار ہم سے ملنے کے لئے آیا اور اس نے ہمیں چائے بھی پلائی۔ اس کے پاس ۱۰۰ ایکڑ زمین تھی۔ اور زمین بھی بڑی اچھی تھی۔ لیکن آدمی جاہل تھا۔ ایک دن وہ کہنے لگا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ سرکار لائل پور اور سرگودھا میں لوگوں کو مربعے دے رہی ہے۔ لیکن مجھے نہیں دیتی۔ حالانکہ میں نے بڑی بڑی خدمات کی ہوئی ہیں اور میرے پاس سرٹیفکیٹ بھی موجود ہیں۔ میں نے درخواستیں بھی دیں مگر مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ میں حیران ہوں کہ جب سرکار دوسروں کو مربعے دے رہی ہے تو مجھے کیوں نہیں دیتی جبکہ میرے پاس سرٹیفکیٹ بھی موجود ہیں۔ میں نے کہا کہ چوہدری صاحب گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ جن کے پاس زمینیں ہیں ان کو وہ مربعے نہیں دیتی آپ کے پاس چونکہ یہاں چار مربعہ زمین ہے۔ اس لئے اس نے آپ کو وہاں زمین نہیں دی۔ کہنے لگا فلاں زمیندار کی بھی زمین تھی مگر اسے تو مربعے مل گئے ہیں۔ میں نے کہا آپ کے پاس کیا سرٹیفکیٹ ہیں میں نے کہا آپ ان میں سے کوئی اچھا سا سرٹیفکیٹ نکال کر لے آئیں۔ تاکہ میں بھی دیکھوں ان میں کیا لکھا ہے۔ وہ گیا اور چھتی پر سے پڑا ہوا ایک لمبا سا بھبھکا نکال لایا۔ اس بھبھکے کے اندر ایک سرٹیفکیٹ رکھا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا تو وہ سول سرجن کا سرٹیفکیٹ تھا۔ اور اس پر لکھا تھا کہ اس شخص نے طاعون کا ٹیکہ لگوایا ہوا ہے۔ مگر وہ اسے سنبھالے پھرتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ نامعلوم اسے کتنی بڑی دولت مل سکتی ہے میں نے اس سے کہا کہ اس سے زمین کا مربعہ تو الگ رہا۔ خالی آملے کا مربہ بھی نہیں مل سکتا۔ کہنے لگا کہ لوگوں نے تو مجھے بتایا تھا کہ یہ بڑا سرٹیفکیٹ ہے۔ میں نے کہا کہ یہ ہے تو بڑا لیکن اس کے اندر یہ مضمون ہے بھلا سرکار کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اس کے بدلے آپ کو مربعے دے۔ تو ہمارے ملک میں علم کی زیادتی کی کوشش نہیں کی جاتی۔ محض بے کار چیزوں کو سنبھال کر رکھ لیں گے اور خیال کریں گے یہ بڑی جائیداد ہے۔ اسی طرح ایک شخص مجھے ملا جو اپنے گاؤں میں بڑا رئیس اور متمول شخص تھا۔ کہنے لگا کہ میں پہلے احمدیوں کا بڑا مخالف تھا لیکن اب میں ان کی بڑی مدد کرتا ہوں۔ آپ کے پاس میں اس لئے آیا ہوں کہ میں دیر سے خطاب حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر ڈپٹی کمشنر مانتا نہیں۔ حالانکہ میں سرکار کی بڑی خدمت کرتا رہا ہوں۔ اور دو رجسٹر افسروں کے سرٹیفکیٹس کے بھرے ہوئے میرے پاس موجود ہیں۔ آپ اگر میری سفارش کریں تو شائد میرا کام بن جائے۔ میں نے کہا کہ مجھے اتنی فرصت تو نہیں کہ میں آپ کے سارے سرٹیفکیٹ دیکھ سکوں۔ البتہ آپ مجھے اپنا کوئی تازہ سرٹیفکیٹ دکھلائیں۔ تاکہ میں بھی آپ کی خدمت کا کچھ اندازہ لگا سکوں۔ اس پر وہ ایک رجسٹر اٹھا لایا۔ میں نے اسے کھولا۔ تو پہلے صفحہ پر ہی ایک پہلے ڈپٹی کمشنر نے لکھا ہوا تھا کہ یہ بہت بُرا آدمی ہے۔ ہر وقت میرے پیچھے پڑا رہتا ہے اور میں جہاں پہنچوں وہیں آجاتا ہے۔ اور اس نے میرا ناطقہ بند کر رکھا ہے میں نے ہنس کر کہا کہ آپ کو پتہ بھی ہے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے اس میں تو یہ لکھا ہے کہ یہ بڑا بیہودہ آدمی ہے میں جہاں جاتا ہوں وہاں آجاتا ہے اور مجھے ہر وقت تنگ کرتا رہتا ہے۔ وہ یہ سن کر کہنے لگا بڑا بے ایمان ہے میں نے تو اس کے ساتھ ایسے ایسے نیک سلوک کئے۔ اور اس نے میرے متعلق رجسٹر میں یہ الفاظ لکھ دیئے تو ہمارے اندر علمی ترقی کا شوق نہیں۔ لیکن یوروپین لوگوں میں علم بڑھانے کا بے حد احساس پایا جاتا ہے اور وہ اس کے لئے باقاعدہ اخبارات اور رسالوں کا مطالعہ رکھتے ہیں ایسی صورت میں ہمارے ملک کے لوگوں کا ان سے مقابلہ ہی کیا ہے کیا ایسا شخص جو دو تین آنے کا اخبار روزانہ خریدتا ہے اور اسے ایک دو منٹ کے اندر دیکھ کر پھینک دیتا ہے۔ اور کیا ہمارا آدمی جو ریل یا بس میں سے کسی کا گرا پڑا اخبار اٹھا کر لے آتا ہے اور پھر اپنی نسلوں کے لئے اسے سنبھال کر رکھ دیتا ہے لازماً وہ شخص جو روزانہ صبح شام اخبار خریدتا ہے اور تازہ خبریں معلوم کرتا رہتا ہے۔ وہ اپنے علم میں دوسروں سے بہت آگے ہوگا۔ اگر ایک اخبار کی قیمت ایک آنہ بھی سمجھی جائے گو آج کل دو دو چار چار آنے پر بھی پرچہ ملتا ہے تو دو اخباروں پر دو آنے خرچ ہوں گے جس کا مطلب ہے کم از کم چار روپے ماہوار۔ ایک شخص کو خرچ کرنے پڑتے ہیں اور اگر تین تین آنے قیمت ہو تو بارہ روپے ماہوار کا خرچ ہوگا جو وہاں ہر شخص برداشت کرتا ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں رسائل اور اخبارات پڑھنے کا شوق بہت کم ہے۔ الفضل ہمارا مرکزی اخبار ہے لیکن اس کی اشاعت بھی ابھی دو ہزار ہے حالانکہ ہماری جماعت بہت بڑھ چکی ہے اگر جماعت کو مدنظر رکھتے ہوئے ۵ فی صدی بھی اخبار کی اشاعت ہوتی تو ۱۰ ہزار اخبار چھپنا چاہیے تھا۔ اور صرف مردوں میں اس کی خریداری ہوتی تو پھر بھی پانچ ہزار خریدار ہونے چاہیے تھے مگر الفضل کا خطبہ نمبر ۲۴۰۰ چھپتا ہے۔ اور یہ تعداد بھی بڑا زور مارنے کے بعد ہوئی ہے۔ ورنہ پہلے تو بہت ہی بدتر حالت تھی صرف ۱۱۰۰ - ۱۲۰۰ اخبار چھپتا تھا۔ میں نے زور دیا تو ۲۱۰۰ تک اس کی خریداری پہنچ گئی۔ لیکن پارٹیشن کے بعد چونکہ میں نے ذاتی طور اس کی اشاعت میں دلچسپی نہیں لی اس لئے پھر اس کی خریداری ۲ ہزار تک آگئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت توجہ کرے تو چار پانچ ہزار تک اس کی بکری ہو سکتی ہے۔ اور پھر ایسی صورت میں الفضل کا حجم بھی بڑھایا جاسکتا ہے اور اس کے مضمون میں بھی تنوع پیدا کیا جاسکتا ہے۔ پس خالد کی یا تو خدام کو ضرورت نہیں اگر ضرورت ہے تو اس کی خریداری بڑھاؤ۔ اور کم سے کم اپنے اندر یہ بیداری پیدا کرو کہ اس میں مضمون لکھا کرو۔

مگر اس سے بھی بڑھ کر ایک اور کام ہے اور وہ یہ کہ بچوں کے اندر بھی یہی جذبات اور یہی خیالات پیدا کئے جائیں کیونکہ بچپن میں ہی اخلاق کی داغ بیل پڑتی ہے۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ بعض کاموں کی داغ بیل جوانی میں پڑتی ہے مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ بعض کاموں کی داغ بیل بچپن میں پڑتی ہے۔ جوانی میں جن کاموں کی داغ بیل پڑتی ہے۔ وہ بالعموم علمی ہوتے ہیں۔ جنکے ذریعے انسان کا ذہن بُرے اور بھلے کی تمیز کر لیتا ہے۔ مگر قومیں صرف بُرے اور بھلے کی تمیز سے ہی ترقی نہیں کیا کرتیں بلکہ قوم کی ترقی کے لئے اچھی عادتوں کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔

بے شک عادت بعض لحاظ سے نقصان رساں بھی ہوتی ہے مگر عادت درحقیقت قومی ترقی کا ایک ضروری حربہ بھی ہوتی ہے۔ کسی قوم کو نیک اخلاق کی عادت ڈال دو۔ وہ خود بخود باقی اقوام پر غالب آنے لگ جائے گی۔ اسی طرح جب کسی قوم میں بد عادات پیدا ہو جائیں۔ وہ خود بخود گرتی چلی جاتی ہے اور اگر اسے کسی بات کی بھی عادت نہ ڈالو تو اس قوم میں ایک تنزل رہے گا۔ کبھی اخلاقی رو غالب آگئی تو وہ ترقی کر جائے گی۔ اور اگر اخلاقی رو دب گئی تو وہ گر جائے گی۔ تو اصل حقیقی چیز یہ ہے کہ اچھی عادت بھی ہو اور علم بھی ہو۔ مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب عادت کے زمانے کی بھی اصلاح کی جائے اور علم کے زمانے کی بھی اصلاح کی جائے۔

عادت کا زمانہ بچپن کا زمانہ ہوتا ہے اور علم کا زمانہ جوانی کا زمانہ ہوتا ہے۔ پس خدام الاحمدیہ کی ایک شاخ ایسی بھی کھولی جائے جس میں ۵ - ۶ سال کی عمر کے بچوں سے لے کر ۱۵ - ۱۶ سال تک کی عمر کے بچے شامل ہو سکیں۔ یا اگر کوئی اور حد بندی تجویز ہو تو اس کے ماتحت بچوں کو شامل کیا جائے۔ بہر حال بچوں کی ایک الگ شاخ ہونی چاہیئے۔ اور ان کے الگ نگران مقرر ہونے چاہئیں۔ مگر یہ امر مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ ان بچوں کے نگران نوجوان نہ ہوں بلکہ بڑی عمر کے لوگ ہوں۔ پس خدام الاحمدیہ کو اس مقصد کے ماتحت اپنے اندر کچھ بوڑھے نوجوان بھی شامل کرنے چاہئیں۔ یعنی ایسے لوگ جن کی عمریں گو زیادہ ہوں مگر ان کے دل جوان ہوں اور وہ خدمتِ دین کیلئے نہایت اشتیاق اور خوشی سے کام کرنے کیلئے تیار ہوں۔ ایسے لوگوں کے سپرد بچوں کی نگرانی کی جائے۔ کہ وہ بچوں کو پنج وقتہ نمازوں میں باقاعدہ لائیں سوال و جواب کے طور پر دینی اور مذہبی مسائل سکھائیں۔ (۔۔۔) اور اسی طرح کے اور کام ان سے لیں۔ جن کے نتیجے میں محنت کی عادت سچ کی عادت اور نماز کی عادت ان میں پیدا ہو جائے۔ اگر یہ تین عادتیں ان میں پیدا کر دی جائیں۔ تو یقیناً جوانی میں ایسے بچے بہت کارآمد اور مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ پس بچوں میں محنت کی عادت پیدا کی جائے۔ سچ بولنے کی عادت پیدا کی جائے اور نمازوں کی باقاعدگی کی عادت پیدا کی جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی

حضرت سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی

(یہ مضمون بدر ۱۹۷۸ء میں شائع شدہ ہے)

یادوں کی کمان کو چلّے پر چڑھائے دُور اُفقِ ماضی پر نگاہیں جمائے بیٹھا ہوں۔! ۵۰-۱۹۵۱ء کے محاذ میں ایک وجیہہ اور چمکدار، کشادہ پیشانی والی شخصیت سامنے آتی ہے جس کے ہاتھوں میں ہمدردی خلوص اور دُور اندیشی کی روشنائی سے لکھی ایک تحریر ہے۔ مَیں اس تحریر کو پڑھتا ہوں جس کا ایک ایک لفظ دل کی گہرائیوں سے نکلا ہے۔ اور ہر اُس شخص کے دل کی گہرائی میں بیٹھنے کا حق رکھتا ہے جو خلوص اور وقار کی نگاہوں سے اسے پڑھے۔ اور ساتھ ہی اس باوفا اور ہمدرد بزرگ کی ان پُر خلوص ہمدردیوں اور بے لوث قربانیوں پر غور کرے جو مُسلسل اور غیر منقطع طور پر پچیس سال کے طویل عرصہ تک اس سے صادر ہوتی رہیں۔ اور قادیان کے تمام درویشوں اور اُن کے بیوی بچوں کے دلوں میں اپنے اَنمٹ نقوش یوں چھوڑ گئیں کہ انہوں نے اپنے اس محسن کے لیے بیشمار دعائیں کیں اور کر رہے ہیں۔

مرورِ زمانہ کے باوجود وہ پُر خلوص تحریر اپنے اس مفہوم کے ساتھ میرے ذہن کی لوح پر محفوظ ہے کہ

"چونکہ قادیان کے درویشوں کے وظیفے انتہائی قلیل ہیں اور آمد کے ذرائع تو قطعی مفقود ہیں، اس لیے میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی ہے کہ جس طرح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات کا تاریخی اور بے نظیر سلسلہ قائم ہوا تھا اسی طرح قادیان کے درویشوں نے بھی چونکہ اپنے تمام عزیزوں، رشتہ داروں اور دُنیوی مفادات اور اپنے مستقبل سے علیحدگی اختیار کی ہے اور احمدیت کے دائمی مرکز قادیان کی خدمت کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ اس لیے ہم لوگ انصار بن کر درویشوں کے ساتھ مواخات کا سلسلہ قائم کریں"۔

لیکن چونکہ سلسلۂ مؤاخات قائم کرنے کی راہ میں بعض عملی دشواریاں حائل تھیں اس لیے مرکز دُور رس نتائج کے پیشِ نظر اس پُر خلوص، درد میں ڈوبی ہوئی اور ہمدردیوں کے پانی میں گندھی ہوئی اس تحریک کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

بایںہمہ وہ جذبہ جو ایک پُر خلوص دل کی گہرائیوں سے اُٹھا تھا اس نے اپنی تکمیل اور اظہار کے لیے ایسی راہیں اختیار کیں کہ آج جب کوئی دُور اندیش اور عمیق نگاہ سے کام لینے والا انسان اپنے تخیلوں میں اُن پر غور کرتا ہے تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جب کوئی عزم سوزِ خلوص کی آنچ سے پختہ ہو جاتا ہے تو عجائبات منصّۂ شہود میں آتے ہیں۔

آج میں اس مخلصانہ عزمِ راسخ کا ذکرِ خیر کر کے ایک فرض سے سُبکدوش ہو رہا ہوں جو محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی نے قادیان کے درویشوں اور اُن کے اہل و عیال کے ساتھ مسلسل عملی ہمدردی کے لیے کیا تھا۔ بعض عزائم ایسے ہوتے ہیں جو دودھ کے اُبال کی طرح بڑی تیزی اور شدّت کے ساتھ اُٹھتے تو ہیں لیکن آناً فاناً گرد کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔ لیکن محترم بانی صاحب نے درویشوں کے ساتھ سلسلہ مؤاخات قائم کرنے کا جو عزم کیا تھا اسے یُوں نبھایا کہ اگر اس کی پُوری تفاصیل بیان کر دی جائیں تو شاید بعض عقلیں اسے باور کرنے کے لیے تیار نہ ہوں۔ وہ عزمِ صمیم ایک پُر جوش سینے سے نکلا اور واقعات کی صُورت میں بے شمار یادگاری نقوش بناتا چلا گیا۔ نقوش بھی ایسے جو ہر درویش کے نہاں خانۂ دِل میں محفوظ ہیں۔ اور جذباتِ تشکّر کو ابھار کر بے اختیار دُعاؤں کی تحریک کرتے ہیں۔

آج کے مادی دَور میں جب کہ حُبِّ مال نے دنیا کی اکثریت کے دلوں میں پنجے گاڑ رکھے ہیں، اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ محض رضائے الٰہی کی خاطر اموال کو خرچ کرنا بڑے دل گُردے کا کام ہے۔ پھر یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص وقتی جذباتی اُبال کے تحت کوئی کارِ نمایاں کر گزرے۔ لیکن وہ شخص جس نے نہ صرف خود تادمِ آخر اپنے عزم کو ہر پہلو سے پُر خلوص رنگ میں نبھایا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بُلاوا آنے سے پیشتر اپنے عزم کو اپنے بیوی بچوں کے دلوں میں منتقل کر دیا، یقیناً یہ حق رکھتا ہے کہ ہم اس کے لیے دردِ دل سے دعائیں کریں۔

افراطِ زر کے نتیجہ میں روز افزوں بلکہ پَر لگا کر بامِ عروج کی طرف اڑتی ہوئی مہنگائی کے اس دَور میں جب بانی صاحب کی یہ پیشکش یہاں پہنچی تھی درویشوں اور ان کے اہل و عیال کے گزارے نہایت قلیل تھے۔ اور نانِ شبینہ سے بال بھر بھی زیادہ نہ تھے صدر انجمن احمدیہ قادیان بھی اپنے مالی وسائل میں کمی کے باعث قوتِ لایموت سے زیادہ وظیفے دینے کی پوزیشن میں نہ تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بانی صاحب کی سوچوں کا دھارا صرف اس رُخ پہ بہتا رہا کہ وہ درویشوں کی تکالیف کو کم کرنے کیلئے اپنے خُداداد اموال کو کس رنگ میں صرف کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری تدبیر اُن کے ذہن میں آتی چلی گئی۔ عملی جامہ پہنانے کے لیے وہ بے تاب ہوتے چلے گئے اور سکتے اُن کی جیب میں انگڑائیاں لیتے رہے۔

چنانچہ ۱۹۵۵ء میں جبکہ درویشوں اور ان کے بیوی بچوں کی تعداد چھ سو کے قریب تھی۔ محترم بانی صاحب کی طرف سے نئے کپڑوں کا تحفہ پہنچا۔ جو ہر فرد کے لیے ایک ایک جوڑے کی شکل میں تھا۔ اچھی کوالٹی کے کپڑے کے درجنوں تھان امرتسر سے لا کر محلہ احمدیہ میں تقسیم کئے گئے۔ بلکہ ان کپڑوں کی سلائی کے لیے نقد رقم بھی دی گئی۔ اور پھر یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ نئے کپڑے بھی ہر سال ایک ایک جوڑا ہر فرد کو دیئے جاتے رہے۔ اور سردیوں کے ایام میں رضائیاں بھی تقسیم ہونے لگیں۔ اور عیدین کے مواقع پر نقد رقم کی شکل میں عیدی بھی دی جاتی رہی۔ درویشوں کے دلوں سے نکلی ہوئی دعائیں بابِ اجابت تک پہنچتی رہیں سیٹھ صاحب کے اموال میں برکت پیدا ہوتی رہی۔ اور اس کیساتھ ہی مزید قربانی کے لیے اُن کے دِل کو اللہ تعالیٰ فراخی بخشتا رہا۔ اور وہ درویشوں سے عملی ہمدردی کے لئے نئی نئی راہیں سوچتے رہے۔ ان نئی نئی راہوں پہ غور کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ کس قدر باریک بینی کے ساتھ سوچتے تھے۔ اگر ہر آئیٹم کے بارہ میں تفصیل کے ساتھ تحریر کیا جائے تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا۔ اس لیے مَیں کچھ اشاروں پر ہی اکتفا کر دوں گا۔ مثلاً

۱۔ گرلز سکول کی بچیوں کے لیے یونیفارم کا انتظام۔
۲۔ جوان ہونے والی بچیوں کے لیے برقعوں کا انتظام۔
۳۔ دو سال سے کم عمر کے ہر بچے کے لیے دودھ کا انتظام۔
۴۔ بیماروں کے لیے قیمتی ادویہ کا انتظام۔
۵۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول، مدرسہ احمدیہ اور نصرت گرلز ہائی سکول کے لیے پورے فرنیچر اور پنکھوں کا انتظام۔
۶۔ اعلیٰ تعلیمی وظائف کے لیے ایک بڑی رقم کا انتظام۔
۷۔ مرکزی بیوت میں پنکھے لگوانے کا انتظام۔
۸۔ بہشتی مقبرہ میں لائٹ لگوانے کا خرچ۔
۹۔ ہندی ترجمۃ القرآن کا سارا خرچ۔
۱۰۔ مدرسہ احمدیہ کے کچھ طلباء کے لیے تعلیمی وظائف۔
۱۱۔ خواتین پارک میں بچوں کے لیے کھیلوں کا انتظام۔
۱۲۔ منارۃ ...... کی سفیدی کے لیے عطیّہ۔
۱۳۔ لنگر خانہ حضرت بانی سلسلہ کی تعمیر کا سارا خرچ۔
۱۴۔ بیت احمدیہ کلکتہ کی تعمیر کے لیے گراں قدر عطیّہ۔
۱۵۔ بیت احمدیہ مدراس کی تعمیر کے لیے عطیہ۔ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محترم بانی صاحب نے کسی موقعہ پر سیدنا حضرت بانی سلسلہ کے اس ...... پر غور کیا کہ

"یہ نان تیرے لیے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لیے ہے"

چنانچہ ان کی توجہ اس کو ظاہری طور پر پورا کرنے کی طرف مبذول ہوئی۔ اور انہوں نے قادیان کے تمام درویشوں اور اُن کے بیوی بچوں کے لیے جن کی تعداد تیرہ صد کے قریب ہے، چار ماہ کی گندم دینے کا انتظام کیا۔ اور یہ انتظام گزشتہ پندرہ سال سے اسی طرح جاری ہے کہ گندم کی بھری ہوئی بوریاں ہر درویش کے گھر میں فصل کے وقت پہنچائی جاتی ہیں۔ بلکہ ان تمام غیر درویش کارکنوں کو بھی گندم دی جاتی ہے جو مرکز میں رہ کر سلسلہ کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ بلکہ چند سالوں سے صدر انجمن احمدیہ اور دیگر مرکزی انجمنیں بھی مزید چند ماہ کے لیے گندم کا عطیہ دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت کے جن استطاعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھنے والے بھائیوں اور بہنوں کو توفیق بخشی ہے وہ درویش فنڈ کی تحریک میں بڑی کشادہ دلی سے حصہ لیتے ہیں اور سالہا سال سے قربانی کرتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن تحریک دعا کی غرض سے یہ انکشاف ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیٹھ بانی صاحب ہر سال اس فنڈ میں سب سے زیادہ گرانقدر عطیہ دیتے رہے اور یہ عطیہ اب بھی آپ کے خاندان کی طرف سے چل رہا ہے۔

یہ تو صرف ان عطیات کا ذکر تھا جو قادیان اور قادیان کے درویشوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ بھی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں جماعت کے غرباء اور یتامیٰ اور بیوگان کو مستقل ماہانہ وظائف دیئے جاتے رہے۔ اور یہ کہنا بالکل سچا ہوگا کہ سیٹھ صاحب نے جہاں کہیں بھی کسی حاجت مند کی آواز سنی اس کی مالی مدد کی پوری کوشش کی۔

کتنا خوش قسمت ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ اپنے اموال سے سرفراز کرے اور پھر وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ان اموال کو خرچ کرنے کی توفیق پائے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں بانی صاحب کو اپنی دنیوی نعمتوں سے نوازا تھا۔ اور مالی وسعت عطا فرمائی تھی وہاں اُن کے دل کو فراخیاں بخشیں۔ چنانچہ چند سال قبل جب جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ میں بیت اقصیٰ کی تعمیر کی تجویز زیرِ غور تھی تو بانی صاحب نے سیدنا حضرت فضلِ عمر کی خدمتِ اقدس میں درخواست کی کہ اس تاریخی بیت کی تعمیر کا سارا خرچ برداشت کرنے کی انہیں اجازت دی جائے۔ چنانچہ حضور انور نے اس پیشکش کو منظور فرما لیا۔ اس عظیم الشان تاریخی بیت کی تعمیر کا ابتدائی اندازہ ایک لاکھ کا تھا۔ لیکن جب عملاً بیت کی تعمیر شروع ہوئی اور جماعت کی آئندہ وسعت کے پیشِ نظر بیت کے وسیع تر کرنے کا مسئلہ سامنے آیا تو قدرتی طور پہ اخراجات بھی بڑھ گئے۔ اور بالآخر یہ اخراجات ابتدائی اندازہ سے کئی گنا زیادہ تک جا پہنچے اور یہ سارا خرچ برداشت کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق بانی صاحب کو عطا فرمائی۔ یہ ایک بہت بڑی اور نمایاں سعادت ہے۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

مَیں اپنے انکار کی انگلی تھامے تقسیم ملک سے قبل کے ماضی کی دہلیز پر کھڑا ہوں۔ اور اپنی یادداشتوں کے اجزائے منتشر کو جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ سیدنا حضرت فضل عمر نے ایک بار بیت مبارک میں یہ ارشاد فرما کر دوستوں کو دعا کی تحریک فرمائی تھی کہ ایک دوست نے .... کبیر کی اشاعت کے لیے چھ ہزار روپے کا عطیہ دیا ہے۔ یہ دوست بھی محترم بانی صاحب ہی تھے۔ اور اس زمانہ کا چھ ہزار روپیہ بڑی قدر و قیمت رکھتا تھا جو آجکل کے ڈیڑھ ۲ لاکھ کے برابر تھا۔

خاکسار راقم تقسیم ملک سے قبل شعبۂ زود نویسی کا رکن تھا۔ اور سیدنا حضرت فضل عمر کے خطبات، ملفوظات اور تقاریر قلمبند کیا کرتا تھا۔ چونکہ ان طویل اور پُر معارف تقاریر کو قلمبند کرنے کے لیے شارٹ ہینڈ کا تجربہ کامیاب نہ ہو سکا تھا اور ان تقاریر کی افادیت اور تاریخی اہمیت کا تقاضا تھا کہ انہیں لفظ بلفظ محفوظ رکھا جائے۔ اس لیے ہم نے شارٹ ہینڈ کی بجائے لانگ ہینڈ کی اصطلاح وضع کی تھی۔ اور پوری تقاریر کو لفظاً لفظاً لکھ جاتا تھا۔ یہ ایک بہت ہی مشکل اور محنت طلب کام تھا۔ لیکن ہمارے پیارے آقا اور اولوالعزم امام نے اپنے خدام کے اندر جو روح اولوالعزمی بھر دی تھی وہ اس مشکل پہ قابو پالیتی تھی۔ ۱۹۴۶ء میں سیٹھ صاحب ایک بار قادیان تشریف لائے اور انہوں نے زود نویسی کے کام کی عملی مشکلات کو محسوس کرتے ہوئے کلکتہ واپس جا کر ایک ٹیپ ریکارڈر بھجوایا۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم اس ٹیپ ریکارڈر سے استفادہ کرتے ملک تقسیم ہو گیا۔ اور وہ ٹیپ ریکارڈر لاہور بھجوا دیا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیٹھ صاحب کو مرکزی ضروریات کا کس قدر خیال رہتا تھا۔

ان تمام سخاوتوں اور فیاضیوں اور قربانیوں کے باوجود سیٹھ صاحب کے اندر فروتنی اور انکساری بھی بدرجۂ اتم تھی وہ جب کبھی یہاں تشریف لائے۔ یا مرکزی نمائندے کلکتہ جاتے تو مرکزی نمائندوں کے احترام میں ان کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ گویا وہ راہ میں بچھے جاتے تھے۔ مَیں چونکہ مرکز کے محکمۂ مال سے تعلق رکھتا ہوں اور مجھے بارہا قادیان میں اور کلکتہ جا کر مالی تحریکات کرنے کے مواقع ملتے رہے ہیں اس لیے مَیں ذاتی علم کی بناء پہ کہہ سکتا ہوں کہ سیٹھ صاحب مالی تحریکات کے لیے مستعد منتظر اور چشم براہ رہتے تھے۔ اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ خود اور ان کی جیب میں رکھے ہوئے پیسے گویا تحریک کے منتظر تھے۔

.... وہ اپنی گرانقدر مالی قربانیوں کے باوجود اپنی ذات میں عجز پسند اور منکسر المزاج تھے۔ یہ دیکھ کر بے اختیار ان کے لیے دل سے دعا نکلتی تھی۔ سادہ وضع، سادہ لباس اور خدمتِ دین کا گہرا جذبہ دل میں لیے جب وہ کبھی کسی مقام پہ کھڑے ہو کر جھک کر اور بچھ کر خدمتِ دین کے موضوعات پر بات کرتے تھے تو مخاطب پر خوشگوار اور دیرپا اثر ہوتا تھا۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ پہ رحم فرماتا رہے نے جب اشاعتِ دینِ حق کے لیے صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کا عظیم الشان منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا تو سیٹھ صاحب نے اپنا اور اپنے خاندان کا پورا وعدہ جو آئندہ سولہ سال میں یعنی ۱۹۸۹ء تک قابلِ ادا تھا، ابتدائی سال میں ہی سارے کا سارا ادا کر کے اپنے پیارے امام کی خوشنودی حاصل کی یہ بھی وعدہ خدا کے فضل سے گرانقدر تھا پھر سیٹھ صاحب کا یہ کارنامہ اپنی جگہ پہ ہے کہ انہوں نے احمدیت کی خدمت اور درویشانِ قادیان کی امداد کے لیے اپنے دل اور اپنی جیب کو ہمیشہ کشادہ رکھا۔ لیکن ان کا یہ کارنامہ بھی بہت قابلِ قدر ہے کہ انہوں نے اپنے نیک جذبوں کے انجکشن اپنے بیوی بچوں کو بھی دیئے۔ اور خدا کے حضور حاضر ہونے سے پہلے انہیں بھی خدمتِ دین کی شاہراہ پہ گامزن کر دیا۔ اور اس باپ کی قسمت پہ کون رشک نہیں کرے گا جس نے خود نیکیوں کی توفیق پائی اور اپنی اولاد کو بھی اس راہ پہ لگا دیا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے عطا کردہ اموال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے کی سعادت پاتے ہیں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ؎

نوعِ بشر اُٹھو مری رحمت خرید لو
دولت ہے جس سے ہیچ وہ نعمت خرید لو
ہر مال میرا مال ہے جنت بھی ہے مری
میرے ہی مال سے مری جنت خرید لو

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سیٹھ صاحب کی تمام قربانیوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور انہیں جنت میں اپنے قرب سے نوازے اور اُن کی اولاد کا ہمیشہ حافظ و ناصر رہے

ربوہ کے قطعات کے جملہ مقاطعہ گیران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جن احباب نے اپنے قطعات/ مکانات کا سالانہ ترقیاتی ٹیکس ٹاؤن کمیٹی ربوہ میں ادا نہیں کیا یا ان کے ذمہ بقایا واجب الوصول ہے۔ وہ جلد از جلد ٹاؤن کمیٹی ربوہ سے رابطہ کر کے ترقیاتی ٹیکس کی ادائیگی کا انتظام کریں۔

سیکرٹری کمیٹی آبادی۔ ربوہ

سکاٹ لینڈ یارڈ

سکاٹ لینڈ یارڈ لندن میٹرو پولیٹن پولیس کا صدر دفتر ہے۔ یہ نام عام طور پہ سی۔ آئی۔ ڈی یعنی خفیہ پولیس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے وابستہ افراد سراغ رسانی کی اعلیٰ صلاحیتیں رکھتے ہیں انگلینڈ کے سیکرٹری داخلہ سر رابرٹ پیل نے ۱۸۲۹ء کو انگلینڈ کی پارلیمنٹ میں ایک مسودہ قانون پیش کیا جسکے تحت سکاٹ لینڈ یارڈ کا قیام عمل میں آیا۔

سر رابرٹ پیل کی عرفیت کی بناء پہ لندن پولیس کو بوبیز یا پیلرز کہا جاتا ہے سکاٹ لینڈ یارڈ کے ابتدائی صدر دفتر میں داخل ہونے سے پہلے گریٹ سکاٹ لینڈ یارڈ میں سے گزرنا پڑتا تھا جو دراصل ایک محل تھا جس میں اسکاٹ لینڈ کے بادشاہ اپنے قیام لندن کے دوران قیام کرتے تھے۔ اس وجہ سے اس ادارے کا نام سکاٹ لینڈ یارڈ پڑ گیا۔ اب اسے نیو اسکاٹ لینڈ یارڈ کہتے ہیں۔

ابتداء میں سکاٹ لینڈ یارڈ میں خفیہ پولیس کا کوئی شعبہ نہیں تھا۔ یہ شعبہ ۱۸۴۲ء میں قائم کیا گیا۔ اس کا سربراہ کمشنر ہوتا ہے جس کا تقرر وزیرِ داخلہ کی سفارش پہ تاجِ برطانیہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس میں کام کرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ یہ افراد مختلف علاقوں میں جاسوسی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ مشکل اور عرصہ دراز تک سراغ نہ ملنے والے جرائم کے سلسلے میں اس ادارے کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ اس کے سراغ رسانوں نے دنیا کے مختلف علاقوں میں جنم لینے والے جرائم کا سراغ لگا کر اپنی اہلیت کا ثبوت فراہم کیا ہے۔

سکاٹ لینڈ یارڈ برطانوی دولتِ مشترکہ سے تعلق رکھنے والے بہت سے ممالک کی پولیس کو تربیت بھی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ادارہ برطانیہ کے شاہی خاندانوں کے افراد وزراء اور برطانیہ میں آنے والے خصوصی مہمانوں کی تحفظ بھی فراہم کرتا ہے۔ اس ادارے نے ایک خصوصی تجربہ گاہ بھی قائم کی ہے جس کا شمار دنیا کی بہترین تجربہ گاہوں میں کیا جاتا ہے۔ سکاٹ لینڈ یارڈ کا سیاہ عجائب گھر بہت مشہور ہے۔ یہاں وہ اشیاء محفوظ کی گئی ہیں جن کا تعلق تاریخی اہمیت کے حامل بدنام زمانہ مجرموں سے تھا۔ وہ اشیاء دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہاں عام لوگ داخل نہیں ہو سکتے۔ سید عبدالقیوم

باقی صٹ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جبر و اکراہ

محمد اشرف کاہلوں
فیصل آباد

یہ ایک مسلمہ امر ہے اور حقیقت ثابتہ کہ سچائی اور راست بازی کو اپنا وجود منوانے اور تسلیم کروانے کیلئے بیساکھیوں کی ضرورت ابتدائے آفرینش سے نہیں رہی ہے اسلئے کہ صداقت اپنے ساطع و قاطع دلائل سے اپنے وجود کا خود پتہ دیتی ہے۔ اسکے پاکیزہ انوار و افضال اور اظلال و آثار قلب و روح پر وارد ہو کر نورانی چمکار سے تیرگی و تاریکی کو دور کرتے ہیں۔ اسکی تاثیرات روحانیہ حیات نو کا سامان کرتی ہیں۔ یہ گم کردہ راہ مسافروں کیلئے روشنی و نور کا بلند مینار ہے۔ حقانیت کی مے و مینے سے از خود روح انسانی میں جذب و مستی اور کیف و وجدان کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب صداقت ایسا ہی لعل بے بہا ہے اور نہایت اعلیٰ درجہ کا بیش قیمت ہیرا و موتی ہے تو کیوں نہ اس کیلئے لوگوں پر جبر کیا جائے؟ تا وہ اس نعمت غیر مترقبہ سے متمتع ہو کر دائمی راحت و سکینت کے سزاوار ٹھہریں۔ کیونکہ ایسا کرنے میں نوع انسانی کے لئے سراسر خیر و بھلائی کے سامان اس میں موجود ہیں۔ لیکن سچائی جس کا دوسرا نام رشد و ہدایت بھی ہے کیلئے جبر اختیار کیا جائے۔ تا لوگ فوز و فلاح پا سکیں تو لازماً یہ ظاہر ہوگا کہ دلائل و براہین سے یہ صداقت خالی دامن رکھتی ہے۔ اسلئے کہ جبر اسی وقت ہوتا ہے جب کوئی بات دلیل سے ثابت نہ ہو سکے۔ تو معلوم ہوا کہ گمراہی و ضلالت ہی جبر و استبداد کی علمدار ہے سچائی نہیں۔ کیونکہ باطل اپنے ساتھ حقائق و لطائف حسنہ نہیں رکھتا۔ تبھی تو وہ سچائی کے مقابل پر جنگ و جدل، ظلم و تشدد، آزادئ ضمیر اور آزادئ رائے پر قدغن روا رکھتا ہے۔ بنیادی انسانی حقوق کو غصب کرنے اور اخلاقی اقدار کی پائمالی کیلئے کالے قوانین مرتب کرتا ہے تا استحصالی معاشرہ قائم رہے اور سچائی کی زندگی بخش کرنیں دلوں کو منور نہ کر سکیں۔ ظلمت و تاریکی کے مہیب سائے اور تاریک بادل چھائے رہیں۔ لیکن سچائی کا آفتاب ان تاریکی کے دبیز پردوں کو پھاڑ کر اپنی روشنی سے ایک عالم کو منور کر دیتا ہے جس کے نتیجہ میں ایسے شجرہ طیبہ روحانی غذا حاصل کرتے ہیں جن کی اصل گہری اور بلندی آسمانوں کو چھو رہی ہوتی ہے اور وہ ہر موسم میں پھل دیتے ہیں۔ جو دوسروں کی دائمی زندگی کا محرک و موجب بنتے ہیں۔ انکی سرسبزی و شادابی اور خوشگن بہار دلوں کو روحانی سرور و جلا بخشتی ہے اور ان کے سایہ میں طیور روحانی آرام پاتے اور نغمۂ توحید خوش الحانی سے الاپتے ہیں۔

اسی تناظر میں تاریخ عالم کو دیکھتے ہیں تو واقعات عالم اس امر پر گواہی دیتے ہیں کہ سچائی بزور تلوار نہیں پھیلی صداقت کے آب زم زم نے گناہ آلود دلوں کو دھویا اسکی معطر خوشبو قلب و روح میں از خود رچ بس گئی۔ اس سے دل ایسے صیقل ہوئے کہ صدیوں کے زنگ آن واحد میں اتر گئے۔ ایسا کیونکر ہوا؟ اس لئے کہ راست بازی اپنے ساتھ مسرور کن نور رکھتی ہے۔ محبتوں، چاہتوں کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہوتی ہے۔ یہ حقوق دلوانے آتی ہے غصب کرنے نہیں۔ یہ انسانوں کو روحانی طور پر سر بلند کرنے اور خدا کے حضور عجز و انکسار بنانے آتی ہے۔ مساوات، اخوت و بھائی چارہ کا درس دیتی ہے۔ معاشی و سیاسی حقوق کی محافظت و حفاظت کرتی ہے۔ اخلاقی اقدار کی پاسداری کرتی ہے۔ جبکہ اس کے برعکس دجالی قوتیں اور طاغوتی طاقتیں حق کو دبانے اور سچائی کا خون کرنے، اخلاقی قدروں کو پائمال کرنے اور بے گناہ انسانوں کو اپنی ہوا و ہوس اور حرص و آز کا اسیر بنانے پر اپنے پورے وسائل کو بروئے کار لاتی ہیں۔ نشۂ اقتدار اور اسکے استحکام کی خاطر انسان جو راہ حق کا دشمن بن جاتا ہے۔ اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کیلئے ایسے قوانین وضع کرتا ہے کہ سچائی و راست بازی کی ترقی و ارتقا میں سد سکندری بن جائیں۔ لیکن یہ تمام باطل کے حربے روز اول سے ہی حق کے مقابل پر کند اور ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ الٰہی نوشتوں میں ایسے ہی شواہد ملتے ہیں۔ کہ صداقت خواہ اس کا تعلق و ربط اقتصادیات سے ہو، سیاسیات سے ہو، سماجیات سے ہو، اخلاقیات سے ہو یا دینیات سے اور یا سائنس و طبعی علوم سے ان کو مٹانے کیلئے موجود مخالف قوتوں نے تمام تر توانائیاں صرف کیں لیکن انجام کار فتح و کامرانی صداقت کو ہوئی۔ ان کی تمام کاوشیں انسانی قلب و نظر کو اپیل نہ کر سکیں۔ آسمانی کتب میں متواتر ان اقوام کا تذکرہ ملتا ہے۔ جو حق کے مقابل پر آئیں۔ اہل حق کے طرز عمل کو بھی بیان کیا گیا ہے اور مخالفین حق کے کردار کا نقشہ بھی اُن کے اعمال و افعال کی روشنی میں مصور کائنات نے خوب ابھارا و نمایاں کیا ہے۔ جبر کا ساتھ انہیں اقوام نے دیا۔ جو حق کی مخالفت پر تھیں۔ جبر و اکراہ کے ذریعہ پیغام حق کو دبانا چاہا۔ اسے صفحہ دہر سے مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن بے نیل و مرام رہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ ان کے ساتھ دلائل کے لشکر نہیں تھے۔ جبکہ حق بے جبری لشکر رکھتا ہے۔

جبر و اکراہ اپنے نتائج کے اعتبار سے خطرناک اور انسانیت دشمن امر ہے اس لئے کہ اس کے نتیجہ میں منافقت کی تخم ریزی ہوتی ہے۔ نفاق اخلاقی اقدار کے لئے بھی زہر قاتل ہے۔ اور سماجی معاشرتی لحاظ سے بھی تباہ کن اثرات کا حامل و مظہر ہے۔ حریت فکر، آزادئ رائے کی فضا معاشرہ سے ختم ہو جاتی ہے۔ باہمی اعتماد کا جنازہ اٹھ جاتا ہے۔ اقدار و روایات اپنا وجود کھو بیٹھتی ہیں معاشرہ کا ارتقائی عمل جمود و تعطل کا شکار بن جاتا ہے۔ ابلیسیت کے سائے پھیل جاتے ہیں۔ انسان ذہنی و فکری انتشار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ عصری تقاضوں کو پورا نہیں کر پاتا۔ گھبراہٹ، بزدلی، ناامیدی، مایوسی و یاس اور خوف کی گھنگور گھٹائیں معاشرے پر چھا جاتی ہیں۔ جن کی ظلمت و تاریکی اور کڑک زندگی کو خزاں رسیدہ بنا دیتی ہے۔ غرض کہ جبر و اکراہ کے نتیجہ میں معرض وجود میں آنے والا معاشرہ اپنی ہلاکت و موت اور تباہی و بربادی کے تمام سامان اپنے اندر رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین حق کی تعلیمات میں جبر و اکراہ کی ممانعت پائی جاتی ہے۔ وہ اپنے پیروکاروں کو ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا کہ وہ جبر و اکراہ کو میری اشاعت و ترقی کا ذریعہ بنائیں۔ کیونکہ صداقت و حقانیت کا نور اپنی نورانیت حسن دلربائی اور شفا بخش تاثیر کے سبب مخالف قوتوں پر غالب آتا ہے۔ صحائف آسمانی ایسی شہادتوں سے پُر ہیں کہ جبر و اکراہ کی داعی قوتیں کبھی بھی ساحل مراد تک نہیں پہنچیں وہ "دیدۂ عبرت" بنیں اور درس عبرت دے رہی ہیں کہ میرے نقش پا پہ چلنے والے ہرگز فوز و فلاح کو نہیں پا سکتے۔ اس لئے صداقت کو پرکھنے کا ایک ہی معیار ہے کہ روحانی سامان حرب سے کون لیس ہے؟ اور جبر و اکراہ کی راہ پر کون گامزن ہے؟ سچائی کا نور کون رکھتا ہے؟ اور تاریکی سے کون پیار کرنیوالے ہیں۔؟ جبر و اکراہ کی راہ صراط مستقیم کے مخالف راہ ہے۔ کیونکہ سلامتی کی راہ اپنے دامن میں "دین میں جبر نہیں" اور "تمہارے لئے تمہاری راہ اور میرے واسطے میری راہ" کے سدابہار خوشبودار پھول رکھتی ہے۔ جو سعید روحوں کو اپنی جانفزا بہار سے اپنی طرف مقناطیسی قوت کے ساتھ کھینچتے ہیں۔ پس اُن راہوں کو اختیار کریں جن کی صداقت پر صحائف سماوی مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں تا روحانی تازگی میسر آوے۔

برصغیر میں کھیتی باڑی کی ابتداء

ماہرین کے نزدیک برصغیر میں سب سے پہلے کھیتی باڑی مغرب میں ہوئی جہاں اب پاکستان ہے اور پھر یہ مشرق کی طرف پھیلی گیہوں اور جو کی کاشت سب سے پہلے شمال مغربی برصغیر میں ہوئی۔ وہیں سندھ کی تہذیب پھلی پھولی اور پھر کاشتکاری کا سلسلہ دوسرے علاقوں تک پھیلا۔ ماہرین کا یہ خیال ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سے سات ہزار سال پہلے راجستھان میں غلے کی کاشت ہوتی تھی۔ راجستھان کے مقام باگور [illegible] پردیش کے مقام آدم گڑھ میں حضرت عیسیٰؑ سے پانچ ہزار سال پہلے بھیڑ بکریاں اور مویشی پالے جاتے تھے۔ انہی دنوں یوپی کی وادی بیلان میں چاول کی کاشت ہوتی تھی۔ بہار کے مقام چرانڈ میں بھی چاول کی کاشت ہوتی تھی۔ جنوبی ہندوستان میں باجرے کی کاشت حضرت عیسیٰؑ سے تین ہزار سال پہلے ہو رہی تھی۔ یہ باجرہ بالکل ویسا تھا جیسا افریقہ میں پیدا ہوتا ہے برصغیر میں انسانی آبادی کے سب سے پرانے آثار بلوچستان میں ملتے ہیں۔ سبی، وادی کوئٹہ، قلات، ژوب، لورالائی اور وادی گومل میں قدیم ترین دیہات کے آثار ملے ہیں۔ خیال ہے کہ برصغیر میں پہلے پہل کاشتکاری یہیں بلوچستان اور سندھ کے علاقے میں ہوتی تھی اور یہ بات حضرت عیسیٰؑ سے کوئی سات ہزار سال پہلے کی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھیل اور کھلاڑی

پاکستان ہاکی فیڈریشن اور کرکٹ کنٹرول بورڈ کے سابق سربراہ ائر مارشل نور خان کی کھیلوں کے لئے خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ وہ اب بھی اس معاملہ میں درد مند دل رکھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ملک کی کھیلوں کی موجودہ صورت حال بہت خراب ہے۔ کرکٹ میں ہماری کوئی سمت نہیں ہے اور ہاکی میں ہم اپنے ہی پیدا کردہ مسائل میں الجھے ہوئے ہیں۔ جبکہ سکواش کو بری طرح نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۸۸ء کے دورہ ویسٹ انڈیز کے دوران پاکستان کی ٹیم اپنے عروج پر تھی جب ہم کبھی کامیاب نہیں ہوتے تو ہر شخص تنقید کرنے لگتا ہے۔ جب ہم اسی ڈھانچے کے ساتھ عمدہ نتائج حاصل کر رہے ہیں تو آئندہ بھی بہترین نتائج پیدا کئے جاسکتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان کرکٹ کنٹرول بورڈ میں انگیزیکٹو وائس پریذیڈنٹ کا عہدہ قائم کیا جائے اور اگر عمران خان اس کے لئے تیار ہوں تو ان کی خدمات حاصل کی جائیں ورنہ کسی دوسرے شخص کی خدمات حاصل کی جائیں۔ انہوں نے کہا کہ کرکٹ انفرادی کھیل ہے اس کے ہر کھلاڑی کے ساتھ انفرادی برتاؤ ہونا چاہیے انہوں نے ایک کرکٹ اکیڈمی کے قیام کی ضرورت پر زور دیا جو ملک کے چاروں صوبوں میں کرکٹ ٹیلنٹ تلاش کرے۔

ہاکی کے بارے میں انہوں نے کہا کہ خوش قسمتی سے ہم ہاکی کپ کے فائنل میں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے تاہم میں نے اس قدر کمزور فارورڈ لائن کبھی نہیں دیکھی سکواش کے بارے میں انہوں نے کہا کہ پاکستان بڑی دیر سے جہانگیر خان اور جان شیر خان پر انحصار کر رہا ہے اور اب بھی ان دونوں کے بغیر ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ جہانگیر خان اب اس اسٹیج پر پہنچ چکا ہے۔ جہاں سے اب اس کی ریٹائرمنٹ کا آغاز ہوگا۔ اور جان شیر خان کے بارے میں مجھے شک ہے کہ وہ جہانگیر خان کی طرح اس قدر طویل عرصے تک اس مقام پر قائم رہ سکے۔ اس طرح پاکستان کو اس میدان میں بہت محنت کی ضرورت ہے۔

○ لاہور ڈیویلپمنٹ اتھارٹیز کے بیڈمنٹن کمپلیکس میں ہونے والی چیمپئن شپ محمد افضل نے مظہر اقبال کو ۹-۱۵ اور ۱۲-۱۵ سے ہرا کر جیت لی۔

○ قائد اعظم گولڈ کپ پولو کے مقابلوں میں پی۔ آئی۔ اے نے پولیس کو تین کے مقابلے میں آٹھ گول سے شکست دی۔

○ تحریک پاکستان گولڈن جوبلی تقریبات کے سلسلے میں کراچی میں ہونے والے فٹ بال میچز میں ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن اور پاکستان ورک ڈیپارٹمنٹ کی ٹیمیں کوارٹر فائنل میں پہنچ گئی ہیں۔

○ پی۔ ایم۔ ڈبلیو ٹرافی کے لئے ایمسٹرڈم میں کھیلے جانے والے سات ملکی ہاکی ٹورنامنٹ کا اعلان کر دیا گیا ہے پروگرام حسب ذیل ہے۔

۱۶ جون ... پاکستان بمقابلہ سپین = ہالینڈ بمقابلہ بھارت

۱۷ جون ... مغربی جرمنی بمقابلہ سپین = برطانیہ بمقابلہ بھارت = ہالینڈ بمقابلہ آسٹریلیا

۱۸ جون ... برطانیہ بمقابلہ آسٹریلیا = پاکستان بمقابلہ جرمنی

۱۹ جون ... پاکستان بمقابلہ بھارت = ہالینڈ بمقابلہ سپین

۲۰ جون ... آسٹریلیا بمقابلہ سپین = برطانیہ بمقابلہ مغربی جرمنی

۲۱ جون ... پاکستان بمقابلہ آسٹریلیا = ہالینڈ بمقابلہ برطانیہ = مغربی جرمنی بمقابلہ بھارت۔

۲۲ جون ... بھارت بمقابلہ سپین = پاکستان بمقابلہ ہالینڈ

۲۳ جون ... مغربی جرمنی بمقابلہ آسٹریلیا برطانیہ بمقابلہ سپین

۲۴ جون ... آسٹریلیا بمقابلہ بھارت = پاکستان بمقابلہ برطانیہ = ہالینڈ بمقابلہ مغربی جرمنی

پاکستان ہاکی ٹیم اس ٹورنامنٹ کے علاوہ اس سال ۱۷ سے ۲۵ نومبر تک آسٹریلیا میں میلبورن میں کھیلی جانے والی چیمپئن ٹرافی اور ستمبر میں بیجنگ میں ایشیائی کھیلوں میں بھی شرکت کرے گی۔

وصایا

ضروری نوٹ:-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۴۱۷:- میں مبشر احمد ولد ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب قوم جٹ پیشہ تعلیم عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سنجر چانگ ضلع حیدر آباد حال ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۷/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۵۰۰/- روپے سالانہ بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ مبشر احمد ولد ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب بیت الخلیل دار العلوم غربی ربوہ ساکن سنجر چانگ ضلع حیدر آباد گواہ شد نمبر ۱۔ رفیق احمد ساکن سنجر چانگ ضلع حیدر آباد گواہ شد نمبر ۲۔ بشارت احمد ولد بشیر احمد ساکن سنجر چانگ ضلع حیدر آباد

مسل نمبر ۲۷۴۱۸:- میں شازیہ منظور بنت ماسٹر منظور احمد صاحب قوم آرائیں پیشہ طالب علم عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن جڑانوالہ ضلع فیصل آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۹/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

طلائی انگوٹھی وزنی ۲ ۱/۲ ماشہ مالیتی ۹۵۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ شازیہ منظور مکان نمبر ۴۱۱ جڑانوالہ گواہ شد نمبر ۱ منظور احمد وصیت نمبر ۱۱۹۳۸۔ گواہ شد نمبر ۲۔ عبد الاعلیٰ نجیب وصیت نمبر ۲۵۸۲۷۔

مسل نمبر ۲۷۴۱۹:- میں سید ریحان الحسن ولد سید ضیاء الحسن صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۵۲ ویسٹرج نمبر ۱ راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۳/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ مکان نمبر ۵۲ ویسٹرج نمبر ۱ راولپنڈی میں میرا حصہ ۲/۷ ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ سید ریحان الحسن ۵۲ ویسٹرج نمبر ۱ راولپنڈی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ سید ضیاء الحسن والد موصی وصیت نمبر ۱۸۰۴۷۔ گواہ شد نمبر ۲۔ شیخ محمد یونس شاہد گوجر خان ضلع راولپنڈی۔

بقیہ از صفحہ ۵ سے آگے

وہ پہلے ایشیائی باشندے تھے جن کی خدمات سکاٹ لینڈ یارڈ نے حاصل کی تھیں۔ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خاں کے قتل کا معمہ حل کرنے کے لئے بھی سکاٹ لینڈ یارڈ کی خدمات حاصل کی گئیں تھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

کرتے ہیں مجھے بڑا تعجب آتا ہے کہ اتنی بڑی عظیم الشان ذات کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز کو کیوں اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح عدل کے معاملہ میں بھی کئی (سو تعجب مجھے دنیا میں ہوا ہے) ایک تعجب ہے کہ انسان عدل کو اپنے لئے و اپنے دوستوں کے لئے اپنے خویش و اقارب کے لئے بہت پسند کرتا ہے مگر جب دوسرے کے ساتھ معاملہ پیش آئے پھر عدل کوئی نہیں کسی کا بھائی باوا یا بہن یا ماں یا بیٹی مقدمہ میں گرفتار ہو جائے تو وہ کہتا ہے ۔ اس سے بڑھ کر میرا کون ہے ۔ ان کے چھڑانے میں اگر میری جان بھی جائے تو کوئی بڑی بات نہیں اس وقت بعض لوگ جعل سازی ۔ رشوت دینے تک تیار ہو جاتے ہیں گویا خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں کھڑا ہو کر یہ کام کرتے ہیں مگر سوچو جس نے ایسا کیا اس نے عدل نہیں کیا کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کی صفات کو چھوڑ کر کہتا ہے بس جو کچھ ہے میرا یہی بیٹا ہے یا یہ بیوی ہے یا ماں ہے دیکھو وہی عدل جو بڑا پسند تھا ۔ اس وقت بھلا دیا یہاں دو لڑکوں میں ایک گیند کا مقدمہ ہوا دونوں مجھے عزیز تھے اب میں حیران ہوا کہ کس کو دلاؤں میرے پاس پیسے ہوتے تو میں مدعی کو گیند دے دیتا مگر قدرت کے عجائبات ہیں کہ بعض اوقات نہیں ہوتے ایک نے گواہی دی کہ یہ گیند اس لڑکے کا ہے کیونکہ اس کے لئے ایک شخص نے میرے سامنے امرتسر کے اسٹیشن سے خریدا تھا میں نے کہا سچ کہتے ہو اس نے کہا مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے تب میں نے گیند دوسرے لڑکے کو دلایا تھوڑے دن گذرے تو گواہی دینے والا اس لڑکے کے ساتھ غالباً لڑ پڑا تو یہ راز ظاہر ہوا کہ اس نے جھوٹی گواہی دی تھی دیکھو اس نے عدل نہ کیا اور ظاہرداری کے لئے خدا تعالےٰ کو ناراض کر دیا ۔ میں نے اس لڑکے کو دیکھا ہے بڑا خوبصورت تھا ۔ جان نکل گئی بس یہ انجام ہوتا ہے یاد رکھو ہر بدی کا انجام بُرا ہوتا ہے جناب الٰہی کا حکم مان لو فرماتے ہیں عدل کرو ۔

(خطبات نور جلد دوم صفحہ ۲۲۲، ۲۲۳)

صدقات تقدیر کو بدل دیتے ہیں

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کیلئے دعا کی تحریک

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے گئے صدقات غریبوں اور ضرورت مندوں کے لئے خرچ ہوتے ہیں ۔ یہ صدقات اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کو جذب کرتے ہیں اور کسی آنے والی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں ۔

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کے لئے اپنے صدقات ارسال فرما کر ثواب دارین حاصل کریں ۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ۔ ربوہ)

۲۹ رمضان المبارک کو سو فیصد وعدہ

تحریک جدید پورا کرنے والوں کے اسماء دعا کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے ۔

(وکیل المال اوّل)

خبریں

مُلکی خبریں

○ وفاقی محکمہ داخلہ نے صوبائی حکومتوں سے پاسپورٹ یا ویزے پر آئے ہوئے بھارتی باشندوں کی تفصیلات طلب کر لی ہیں اسی طرح گذشتہ دس سال میں بار بار پاکستان سے بھارت جانے والوں کے کوائف بھی طلب کر لئے گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ سندھ میں خصوصاً سکھر میرپور خاص ڈہرکی تھرپارکر اور جیکب آباد کے سرحدی اضلاع میں بسنے والے بعض ہندو جو بھارت آتے جاتے رہتے ہیں تخریبی کارروائیوں میں ملوث پائے گئے ہیں۔

○ لاہور میں دن دہاڑے ڈکے کی دو وارداتوں میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ۴ افراد زخمی ہو گئے جن میں ایک عورت بھی شامل ہے مسلح افراد ۶۰ ہزار روپے کی مالیت کے زیورات اور نقدی چھین کر فرار ہو گئے ۔

○ کراچی میں امن و امان کی صورت حال ایک بار پھر بگڑ گئی نامعلوم کار سواروں نے شہر کے مختلف حصوں میں فائرنگ کی جس سے ۱۶ افراد جاں بحق اور متعدد افراد زخمی ہو گئے ۔ صدر کے علاقے میں منی بس سے دو آدمیوں کے کچلے جانے پر مشتعل ہجوم نے منی بس کو آگ لگا دی ۔ امن و امان کی خراب صورت حال کی وجہ سے شہر کے تمام کالج تا حکم ثانی بند کر دیئے گئے ہیں۔

○ پنجاب کابینہ نے تیل اور کھاد کی قیمتوں میں اضافہ واپس لینے کا مطالبہ کر دیا ہے ۔

○ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے قائد علامہ ساجد نقوی نے دھمکی دی ہے کہ اگر مولانا سجاد کے قاتل گرفتار نہ ہوئے تو انتقام کا سلسلہ خانہ جنگی شروع کر سکتا ہے ۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ نے وزیر اعظم کو ایک رپورٹ پیش کی ہے جس میں خدشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اپوزیشن عید کے بعد وسیع پیمانے پر گڑبڑ کرے گی۔

○ امید کی جا رہی ہے کہ ویسٹ انڈیز اور سری لنکا کی ٹیمیں آنے والے موسم سرما میں پاکستان کا دورہ کریں گی۔

○ رکن قومی اسمبلی سیدہ عابدہ حسین نے کہا ہے کہ جنرل ضیاء الحق آمر ہونے کے باوجود فرشتہ تھے ۔

غیر مُلکی خبریں

○ یوگوسلاویہ کے صوبہ کوسوو میں اس سال جنوری اور فروری میں پولیس نے ۳۰ البانوی باشندوں کو نسلی بنیاد پر مظاہرے کرنے کی پاداش میں گولی مار دی تھی۔ ان میں سے بیشتر مسلمان باشندے تھے۔ پولیس کا موقف ہے کہ انہوں نے مظاہرین کی جانب سے کی جانے والی فائرنگ کے جواب میں گولی چلائی تھی ۔

○ فلپائن میں مسلح افراد نے ایک ایسے فوجی لیڈر کو جیل پر حملہ کر کے چھڑا لیا ہے جو گذشتہ برس حکومت کے خلاف بغاوت میں ملوث تھا ۔

○ روسی بالٹک جمہوریہ لتھوانیا میں کمیونسٹ پارٹی میں تنازعہ پیدا ہو گیا ہے پارٹی اس مسئلے پر دھڑے بندی کا شکار ہو گئی ہے کہ روس سے آزادی کی کوشش کرنی چاہیئے یا نہیں ۔

○ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے مطابق گذشتہ چند دنوں میں بھارتی پنجاب میں چار افراد ہلاک اور دو اعلیٰ سرکاری افسر اغوا کر لئے گئے ۔ ہلاک ہونیوالوں میں گوردوارے کا ہیڈ گرنتھی اور ایک سکھ انتہا پسند بھی شامل ہے ۔ گذشتہ دنوں بٹالہ میں بم کے دھماکے میں ۲۵ افراد ہلاک ہو گئے تھے اور کرفیو نافذ کر دیا گیا تھا ۔

جملہ خریداران الفضل اپنے خریداری نمبر کے ساتھ ساتھ پوسٹ کوڈ نمبر سے بھی مطلع فرمائیں ۔ (مینیجر)

پتہ

خوشخبری

نظر کی کمزوری کی وجہ سے غریب دوست رمضان المبارک میں تلاوت سے محروم نہ رہیں ۔

صرف نزدیک کی عینک مفت

مستند عینک ساز

لئیق احمد آپٹیشن بانو بازار سیالکوٹ

فون: ۸۲۷۰۷ ، رہائش : ۶۶۲۰۷

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے ۔

شریف احمد بھٹی

پراپرٹی سنٹر

ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ

فون گھر: ۴۳۱ ، آفس : ۵۲۱